من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ

قصیدۂ بے نظیر در تہنیت عید غدیر و منقبت شاہ خیبر گیر

بمقابل محامد حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام

مسمّٰی بہ

احسن القصائد

مصنفہ

جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر شاگرد جناب سید علی محمد صاحب عارف دام فیضہم

حسب فرمائش جناب حذاقت مآب حکیم سید فضل علی صاحب عرف جناب حکیم میر صاحب دام فیضہم

باہتمام حکیم سید علی محسن خان اڈیٹر رسالہ معیار



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حریم کعبۂ حسن بتاں میں معتکف ہے دل
نصیحت گر تجھے بیجا درازی سے کیا حاصل

مزاج زہد خصلت پوچھ لیں گے آ کے ہم اس دم
کسی مست شراب ناز پر جب ہوگا تو مائل

جنون عشق سے قسمت کو برگشتہ تو ہونے دے
کھلے گا تیرے عمامہ کا سب پر عقدۂ مشکل

تعلقہای پنہاں کی کشش پیدا تو ہو جائے
عبا کیا شے ہے پرزے ہوگا دامان دل بسمل

تجھے کیا معرفت اسرار حسن عالم آرا کیا
کہاں تو اور کہاں تدبیر حل عقدۂ مشکل

ارادہ عقل کے دشمن تجھے سمجھائے کیا کوئی
کہ تو برہان نقلی سے ہے حسن و قبح کا قائل

بحسن خیر ذکر اسکا کتاب اللہ میں آیا
رہیگا محو درس جہل آخر کب تک او غافل

خدای شوق اور پیغمبر نفس اسکے عارف ہیں
امام عشق ہے پیر اہل دل کا مرشد کامل

تجھ ایسے سیکڑوں خضر طریقت ایک مدت تک
رہے غرق محیط غم نہ پہونچے تا سر ساحل

ہزاروں مثل تیرے عیسیٔ دوراں مانین
فنا ہی ہو گئے لیکن نہ پایا جادۂ منزل

بہت سے یوسف کارواں تھے تیری صورت کے
عدم کے قافلے سے جا کے آخر ہو گئے شامل

یہ وہ مخلوق ہی پیدا ہی جس سے قدرت خالق
یہ وہ مصنوع ہی عرفان صانع جس سے ہی حاصل

کسی نے بھی نہ پایا حسن کی کنہ حقیقت کو
ہر اک کی قدرت ادراک ٹھیری سعی لاحاصل

یہی سیمائے آدم مین تجلی بخش عالم تھا
پئے سجدہ ملائک کو اسی نے کر دیا مائل

اسی کا نام اک وہ بھی ہی جسکو نور کہتے ہین
یہی تھا محفل صبح ازل مین شامل و داخل

یہی ہی مفتی احکام شرع جذبۂ الفت
یہی دار القضائے عاشقی کا قاضی عادل

کبھی عزلت گزین ہی شرم سے یہ چشم خوبان مین
کبھی یہ تیر نظر بنکر نکلتا ہے سر محفل

کبھی اسکی ہوئے ادامن تیغ تغافل سے
کسی کا خون ناحق ہو بہار کوچۂ قاتل

چراغ راہ جذب شوق اسی کی جلوہ تابی ہی
یہی تھا لیلۃ المعراج مین شکل مہ کامل

یہی تو وجہ تاثیر کلام لن ترانی تھا
کلیم شوق اسکے در کا اک ادنا سا تھا سائل

دم گریہ یہی مضمر تھا چشم پیر کنعان مین
اسی کے رعب نے یوسف کو شاہی کے کیا قابل

یہ وہ ظالم ہی مارا جسکا پانی مانگ گیا ممکن ۔ اسی کا بھرتے ہین دم اسیران چہ بابل

دکھائے یہ جو اپنا معجزہ خوش جوانی کا ۔ زلیخا کی اداؤن سے زنان مصر ہون گھائل

ہوا تابان اسی سے نجم اقبال ید بیضا ۔ یہ ہی تسخیر نار دشمنی کا عامل کامل

اسکے ہاتھ مین دارو ہی بیمار محبت ہی ۔ یہی ہی چارہ ساز شدت بیتابی بسمل

اسکے دم سے ہی چرچا وفا و بیوفائی کا ۔ یہی تقریر دلکش ہی پئے رنگینی محفل

کبھی غربت مین مجنونکا معین شوق نظارہ ۔ اٹھا دیتا ہی لیلی کا کبھی خود پردہ محمل

کبھی ہی حلقہ ہای کاکل پیچان مین پوشیدہ ۔ کبھی ہی طول ہو کر گیسوے دلدار مین شامل

کسی جا پر کبھی آئینہ رنگ بہاری ہی ۔ کبھی گہائی گِ گل مین ہی با خندہ داخل

جہان عشق کی فرمانروائی ہاتھ ہی اسکے ۔ یہی ہی ہفت اقلیم وفا کا خسرو عادل

یہی ہی پیر طریقت راہ وجدان حقیقت کا ۔ اسی سے ہی دل صوفی کو چشم معرفت حاصل

اسی کے صدقے سے بندے کو دعوی انا اللّٰہی ۔ فنا فی اللّٰہیون کا بھی یہی ہی مرشد کامل

قریب اتنا پکارو تو رگ جان سے صدا آئے ۔ بعید اتنا نہ پہونچے عمر بھر کوئی سر منزل

اسیکی روشنی پھیلی ہی سیار و ثوابت مین ۔ اسی کا نور ہی افلاکیون مین رونق محفل

اسی کا جلوہ سیماب فطرت رقص زہرہ مین
دلِ زہاد جس سے صورت قبلہ نما بسمل

کہین رخسار جانان اُسکے ہاتھون وقف نظارہ
کہین پر اُسکے باعث سے ہوئی تاب نظر مشکل

جواب عارضِ دلبر اسی سے مہر تابان ہے
یہی نام خدا ہے چہرہ پرداز مہِ کامل

اسیکے دم سے زندہ تذکرہ لیلی و شیرین کا
دلِ فرہاد و مجنون کا کبھی یہ دشمن و قاتل

کیا رائج اسی نے مذہب یوسف فروشی کو
اسی کا بندۂ بے دام ہے ہر عاشق بسمل

اسیکے جذب شوقِ دید نے وہ زور دکھلایا
سرِ عشاق ہے اور پائے دربانِ درِ محفل

سمائے سرخ ڈورے بنکے چشم مستِ ساقی مین
اگر اظہار رنگینی پہ اسکی طبع ہو مائل

یہی ساقی یہی بنت العنب ہے اور یہی ساغر
اسیکے ہاتھ سے رندونکو لطفِ دورہ کامل

جہانِ شوق بنجائے جواب خانۂ مجنون
خدا ناکردہ یہ ظالم جو بربادی پہ ہو مائل

غمِ فرقت کا جتنا مظلمہ ہے عشق کے سر ہے
بناتا ہے یہی دریا کے خون نابِ دل بسمل

مرقع وصل اور فرقت کا تصویر خیالی تھا
ہیولائے محبت مین جو رنگ اسکا نہ ہو شامل

گرفتار عذابِ دو جہان ہے مبتلا اسکا
سزاوار اجل ہے ورنہ ہے جینے ہی کے قابل

بیان اسکا غزل گوئی مین درد انگیز و دلکش ہے
قصیدہ گو کی خاطر باعثِ رنگینی محفل

کبھی ہے یہ ادا لبے چہرۂ معشوق مین ظاہر
تبسم ہاے پنہان مین نمک بنکر کبھی شامل

اسی کے ہاتھ دارو کے مریضِ دردِ ہجران ہے
یہی بیمارِ فرقت کا طبیبِ حاذقِ کامل

کبھی بنتا ہی چشمِ شوق کو فرصت نظارہ کی
کبھی بنتا ہی غمازِ نگاہِ عاشقِ بسمل

اسی کی ذات سے دنیا مین بنیادِ رقابت ہے
کہ اہلِ عشق ہین اک دوسرے کی جان کے قاتل

سکندر کو سکھائی تھی اسی نے آئینہ سازی
یہی تھا خوبرویان جہان مین جوہرِ قابل

یہی تو وجہ نیرنگِ طلسمِ وضعِ فطری ہے
شباب اور کمسنی کے درمیان ہے اک حدِ فاصل

قبول اس سے دعا کے عاشقانِ طالبِ بوسہ
یہی دشنامِ یارِ تند خو مین بھی ہا شامل

اگر یہ طول دے حالت کو اپنی زلف بنجائے
بہ رنگِ خالِ دلبر ہو جو ہو ایجاز پر مائل

نشان سجدہ بنتا ہی کبھی سیماے زاہد پر
کبھی ہے یہ سوادِ دیدہ ہاے عارفِ کامل

بشر پر ہو فرشتہ کا گمان اسکی کرامت ہے
زنان مصر کیا کرتے یہ فلاطون کو لاعقل

یہ ہے چاک پیراہن زلیخا سے ہوس بنکر
کہین ہی باعثِ افشاے رازِ عاشقِ بیدل

یہی ہو واضعِ قانونِ بیتابی محبت مین
یہی ہو ناسخِ آئینِ صبرِ عاشقِ بسمل

اسی سے مرجعیت ہے ہلالِ عیدِ قربان مین
اسی کی جلوہ تابی ہے میانِ خنجرِ قاتل

امامت مین شریک اسکو کیا یون کلک قدرت نے
حسن کے نام سے تجنیس خطی ہوگئی حاصل

سفیدی یعنی جبل بنکر غدیر خم مین چمکا تھا
سر منبر تھے ہمراہ علی جب خسرو باذل

یہی تھا مظہر معنی ذوالنورین صحرا مین
کہ کوئی نیر اعظم تھا اور کوئی مہ کامل

یہی تھا موج طوفان خیز دریاے فصاحت کا
وفور جوش مین جب خطبہ خوان تھے سرور عادل

عبائین پاؤن کے نیچے دبائے بیٹھے تھے مومن
وہ جلتی دوپہر کی دھوپ اور وہ نور کی محفل

مین ہون جسکا کہ مولا یہ علی بھی اسکا مولا ہے
محمد کا یہ فرمان سن رہے تھے سب بگوش دل

پر روح الامین کا چتر تھا فرق مبارک پر
مثال حکم بلغ ہو رہی تھین رحمتین نازل

مبارک حاجیون کو حج اکبر اسکو کہتے ہین
کہ مولا بھی ملا اور ہوگیا ایمان بھی کامل

علی ہی باعث حسن نزول آیۂ بلغ
علی ہی جانشین مسند پیغمبر عادل

دم نصف النہار آئین شعاعین مہر کی بنکر
دلونمین سوز شوق حسن بیعت ہوئی داخل

ستارون کیطرح روشن ہوئے عارض غلامون کے
بنی ہے کہکشان راہ غدیر خم کی ہر منزل

ہوا ساقی کوثر جب غدیر خم مین بھی ساقی
تو میکش جوش مین انگڑائی لیکر ہوگئے بسمل

ذرا ہشیار محشر واعظ شوق اترا منبر سے
جواز بادہ نوشی مین ہے اب کونسی مشکل

چلے آتے ہین میکش جذبۂ حسن طاعت مین
بڑھے وہ ہاتھ بہر بیعت ساقی دریا دل

ہجوم آرزو تم سے اگر طے ہو نہ سکتا ہو
پکارو دور سے ساقی کو بیٹھے ہو عبث غافل

بہادے آج مجھپر بادۂ سر جوش ہان ساقی
دلون کی دور ہو جائے غبار دوری منزل

جدار کعبہ سے ٹکرائین موجین قلزم می کی
تموج جام سے ایسا اٹھے طوفان بے ساحل

وہان جام سے آوازۂ ہل من مزید آئے
لب مینا ہو یون گویا ہنیئاً ایہا السائل

نظر رکھنا ذرا اس دور کے پھیرے آئے
کہ گرمی خمار شوق سے بیخود ہین لا یعقل

ابھی جانا بھی ہو بہر طواف کعبۂ الفت
بغیر نشۂ راہ شوق مین ہوگی بڑی مشکل

ذرا سی پی کے تم دریا بہا دون مدح مولا کے
پڑھون وہ مطلع رنگین کہ ہو بیہوش سب محفل

رسول طیبی پر یون وحی مضمون متصل آئے
کہ جیسے حکم بلّغ جانب پیغمبر عادل

علی اجزاے نور حسن کا وہ جوہر قابل
مہ حسن رخ نبوت جس سے مل کر ہو گیا کامل

وہ در پردہ جمال مرتضیٰ کی ایک جھلکی تھی
کیا تھا طور پر جسنے کلیم اللہ کو غافل

غدیر خم مین ہمراہ نبی یون آئے ممبر پر
نزول وحی مین جسطرح اسرار خدا شامل

سراپا حُسن جسکو کہتے ہین وہ یا علی تو ہے
ترے جلوہ کا ماخذ ہی جمالِ خالقِ عادل

بیان کر دے اگر کافر بھی حُسنِ فرخ حیدر کو
یہ ممکن ہی نہین وہ دل نہ ہو رنگینیِ محفل

مبارک یا علی تجکو دو عالم کی شہنشاہی
مبارک ہو ہمین تکمیلِ دین اے خسرو باذل

وصی مصطفےٰ منجانب اللہ تو ہوا ای مولا
کسیکے اور دنیا بھر مین ہم ہرگز نہین قائل

مبارک تمکو ای روح الامین لو خلعت خدمت
علی کے فیض سے جو آج مانگو تم کو ہو حاصل

زبانِ موجۂ کوثر پہ یہ نغمہ ہی شادی مین
غدیر خم کی موج بھی آج مجھ مین ہو گئی شامل

تعجب کیا جدار کعبہ اس شادی مین پھر شق ہو
ہوئے شیر الٰہی نائب پیغمبر عادل

پھڑک اُٹھا خوشی مین راہ بیت اللہ کا جادہ
کہ آتا ہی شہنشہ جسکے میر اسا لاکھ راحل

سراپا چشم ہین اس شوق مین شمس و قمر دونون
کہ دیکھین آج حسن شان شاہِ آسمان منزل

جنان سے انبیا کی روحین کہتی ہوئی آئین
ہماری تیرے ولی کی بھی حل ہو یا علی مشکل

فرشتے یون کھڑے ہین تہنیت گوئی کو حیدر تمہین
حباب بحر جیسے آکے صف باندھین سرِ ساحل

قصیدہ پڑھنے آئی اس ہوس مین سنی شاعر بھی
کہ قصرِ خلد پائین اور ہو قربِ خدا حاصل

مخاطب مومنین اور حضرت حجت کا نائب ہے
وہ نائب مولوی ناصر حسین عالم عادل

وہ عالم جسکے چہرے کے نظارے سے یہ روشن ہے | کہ اُسکے جد کا اک ادنا سا پرتو ہی مہِ کامل

شگافِ خامہ جسکا حیدرِ صفدر کی نصرت مین | بنا ہی درمیان مین حق و باطل کے حدِ فاصل

محقق وہ کہ جسکا ہند سے ہی طوس تک شہرا | ہمیشہ فیض جسکو بابِ شہرِ علم سے حاصل

سوادِ ادعائے دشمنِ دین جسکے نکتہ سے | برنگِ تیرگیِ شامِ فرقت طولِ لاطائل

کرے ظاہر جو خاموشی مین یہ اقرار کے معنی | مخالف کو ہو اسکے سامنے منہ کھولنا مشکل

بجوشِ منقبت اس عالمِ اعلم کی خدمت مین | پڑھون وہ مطلعِ تازہ کہ آئی ہوش مین محفل

غدیرِ خم سے بھر کے ہاتھ مین ساقیِ دریا دل

لگا دے آج بیڑا بادہ نوشون کا سرِ ساحل

الا یا ایہا المحشر ذرا پھر مطلعِ رنگین | لبون سے آکے ملجائے مگر جامِ مہ کامل

جو ہو نظارہ حُسنِ علی بے پردہ و حائل

برنگِ برق کوہِ طور دل سینون مین ہین بسمل

علی وہ جو ہے تابان ہی شمشیرِ شجاعت کا | جسے اپنی مدد کو تیغ بھیجے خالقِ عادل

کہان ہین حضرت یوسف اب سامنے آئین | جمالِ مرتضیٰ نے سارے دعوے کر دیے باطل

خطاب ماہ کنعان پر یہ سزاوار ابھین نازش
علی کا نور ہے وجہ تجلے مہ کامل

خیال و خواب تھا شمس و قمر نے گر کیا سجدہ
یہان تو سیکڑون شان خدائی کے ہوئے قائل

اگر اورنگ شاہی پر انھون نے کی سلیمانی
مرے مولا نے پائی مسند پیغمبر عادل

نہ تھا بیجا اگر بل انکو تھا زور جوانی کا
یہان بچپن کی قوت سے کیا ثعبانکو گھائل

زلیخا کش اگر تیغ نگہ پر انکو نازش ہی
یہ تھے اللہ کی بھیجی ہوئی شمشیر کے حامل

ذرا سی بات پر وان سلب ہوتا نور احمد کا
یہ سر سے پانون تک نور حبیب خالق عادل

جہاد نفس اگر انسے ہوا بزم زلیخا مین
وصال زال دنیا پر نہ حضرت بھی ہوئے مائل

شمیم عطر پیراہن مین انکے تھی تو حیرت کیا
پسینہ مین یہان بوئے گل شاداب تھی شامل

اگر اونکی فدائی پیر کنعان اور زلیخا تھین
یہان شیدا رسول اللہ تھے اور خالق عال

وہان عہد شہنشاہی مین آفت تھی گرانی کی
یہان دور سخاوت مین تھا قحط حاجت سائل

نہ پوچھین بھائیونکی بات تک بادشاہ ہوکر
یہان جو دشمن جانی ہوا اسکی حل کرین مشکل

وہان نور صباحت سرمہ چشم زلیخا تھا
یہان حسن ملاحت پر زمانہ عاشق و بسمل

امین اپنا عزیز مصر نے انکو کیا تو کیا
بنے یہ حسن طاعت مین امین خالق عادل

فریب حسن اگر وان وجہ تسخیر کواکب تھا
ستارہ یان بھی آیا گھر مین بنکر عاشق بیدل

خم ابرو اگر وان روکش محراب مسجد تھا
یہان کاکل کا حلقہ کعبۂ اسلام کی منزل

اگر مہتاب کہیے انکی پیشانی کو زیبا ہی
یہان تھا نجم قسمت روشنی بخش مہ کامل

جواب ذوالفقار ابرو بنائے انکے خالق نے
اگر دونون بہوین تھین انکی تیغ خنجر قاتل

اگر وان آنکھ کی گردش مین تھا رعب شہنشاہی
یہان تھا دور نور چشم مین خوف خدا شامل

نگاہ شوخ انکی برق طور نوجوانی تھی
یہان نظرین وہ جنکے تیر سے دنیا حسن تھا بسمل

اگر انکا دہن باب مراد پیر کنعان تھا
لب انکے تھے زیارت گاہ چشم حسرت سائل

اگر رخسار انکے تھے چراغ خانۂ زندان
منور انکے عارض سے شب معراج کی محفل

ستون کعبۂ پیغمبری تھے ہاتھ اگر انکے
یداللہ فوق ایدیہم کا انکو مرتبہ حاصل

برائے نام اونکے قلب مین الفت زلیخا کی
یہان وہ دل جسے کہیے کلام اللہ کی منزل

اگر وان نقش پا چشم چراغ پیر کنعان تھے
یہان نقش قدم مہر نبوت سے ہوئے واصل

قدم انکے ہوائی سلطنت مین مصر تک لائے
غدیر خم تک آئے یہ تھے ایسے رہبر راحل

خمار بادۂ حسن وہ چاہی ہان مرے ساقی
جمال شاہ ساغر دکھا دے پھر سر محفل

گلے ملنا ہے باہم کوثر آشاموں سے دم بھر میں
اگر مدہوش وہ ہیں میں بھی ان مستوں سے لایعقل

خدا رکھے مرا پیرِ مغاں بھی کس قدر خوش ہے
غمِ دنیا کیا عیدِ غدیرِ خم نے سب باطل

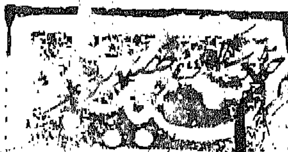
فروغِ میکدہ پر صبحِ جنت بھی تصدق ہے
کہ اب تک رحمتِ حق ہو رہی ہے شام سے نازل

خدایا مدعا بہت جلد انکی خواب آلودہ آنکھوں کو
دکھا دے جلوہ ہائے شاہدِ مقصود بے حائل

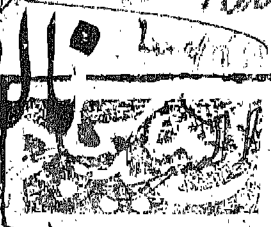
شرابِ مدعا اس بزم سے جو پیکے اُٹھے ہیں
کبھی کچھ کچھ ہوشیار ہیں کبھی تھوڑے سے ہیں غافل

20-10-83

فتبعہ شہابا ثاقبا



نالہ دل



جسکو

ادیب کامل منشی فاضل جناب مولوی مرزا انتظار مہدی صاحب
مشتاق دام مجدہٗ العالی خلف صالح جناب مولوی حسن عسکری صاحب
مرحوم نے قومی تحریک اور بہبودی فرقہ حقہ شیعہ کے لئے نظم کیا

باہتمام احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع
مطبع نور المطابع واقع لکھنؤ مین چھپا

نتیجۂ اشتہار نمبر ا

نالۂ دل

جسکو

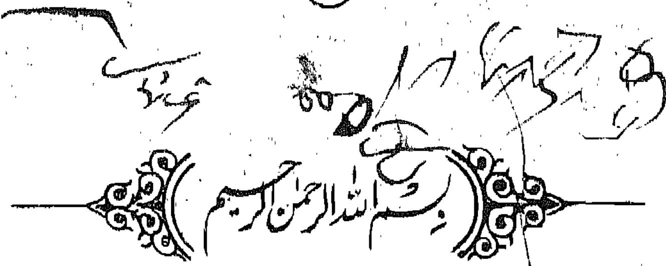
ادیب کامل منشی فاضل جناب مولوی مرزا انتظار مہدی صاحب

مشتاق دام مجدہ العالی خلف صالح جناب مولوی حسن عسکری صاحب

مرحوم نے قومی تحریک اور بہبودی فرقہ حقہ شیعہ کے لیئے نظم کیا

باہتمام احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

مطبع نور المطابع واقع لکھنؤ مین چھپا



شیعیانِ اہلبیتِ مصطفیٰ - کبتلک خواب | جرعہ نوشانِ ولاے مرتضیٰ کبتلک خواب

رہروانِ جادۂ صبر و رضا کبتلک خواب | تو گرفتارانِ زندانِ بلا کبتلک خواب

صبح ہی طائر اُڑے ہین آشیانے چھوڑ کر

تم بھی دم بھر سیر دیکھو قید خانے چھوڑ کر

راتین وہ گذرین جو بیدار ہوکے جاتی ہی نہی تھین | جا چکین گھڑیان وہ جو کٹنے پہ آتی ہی نہی تھین

وہ گھٹائین کھل گئین جو گل کھلاتی ہی نہی تھین | اب وہ جا نئین خوش ہین جو آرام پاتی ہی نہی تھین

ہی علاجِ دردِ دل وقتِ طرب افزا نہین

صبحِ کافوری نے ٹھنڈک ڈالدی ہے سو نہین

تا بکے یہ نیند اب ہی خوفِ رسوائی - اُٹھو | اِک ذرا دیکھو کہانتک دھوپ چڑھ آئی اُٹھو

مُردہ دل کیون ہو یا اندازِ مسیحائی - اُٹھو | ملکِ ایمان کے جوانو لیکے انگڑائی - اُٹھو

لوگ کہتے ہین کہ تمکو حس نہین پروا نہین

اُٹھ کھڑے ہو دیکھ لین یہ بھی کہ تم مین کیا نہین

خوب گہری نیند سے لے داد غفلت بھی بہت — دشمنوں کی بھی ابھی پڑتے ہیں نصرت کی بہت

بند آنکھیں کر کے حالت دہر کی دیکھی بہت — اب مناسب ہے خبر اپنی بھی لو تھوڑی سی بہت

مجھکو ڈر ہے کہ پھر شامِ مصیبت آنہ جائے

سوتے ہی سوتے کہیں صبحِ قیامت آنہ جائے

قافلے کب کے سوئے منزل روانہ ہوگئے — طے تک مشغول فکر آب و دانہ ہوگئے

اِک تمہیں تیرِ ملامت کے نشانہ ہوگئے — کیا غضب ہے زندگی ہی میں فسانہ ہوگئے

ذکر اس طولِ تغافل کا ہر اک محفل میں ہے

کچھ بتاؤ تو کہ آخر کیا تمہارے دل میں ہے

مدتیں گذریں زمانے کے ستم سہتے ہوئے — سال گذرے شکِ غم کو روز و شب سہتے ہوئے

ہوگئیں صدیاں انہیں باتوں کو بھی چپ بیٹھے ہوئے — یوں چھٹی عادت کہ شرم آتی ہے کچھ کہتے ہوئے

مرمٹی ہے کنجِ غم میں نیم جان کا ہیکو ہے

یوسفِ زندانِ حسرت ہے زبان کا ہیکو ہے

داغ پہلوں کے بھی ہیں اپنی عزاداری بھی ہے — سسکیاں بھی ہیں گناہوں کی گرانباری بھی ہے

دشمنوں کے سامنے ذلت بھی ہے خواری بھی ہے — ہمکو کیا معلوم کوئی چیز ہشیاری بھی ہے

قوم غفلت کیش یہ اندازِ مستی تابکے

غم پہ غم ہیں پھر یہی راحت پرستی تابکے

دل پہ رکھکر ہاتھ اپنی خواری و ذلت تو دیکھ　　ملکئے آنکھین غیر کا مرتبہ عزت تو دیکھ

تنگناے دہر مین اقوام کی وسعت تو دیکھ　　اب تو پہچانی نہین جاتی زرا صورت تو دیکھ

زردی رُخ کے سوا رنگ اور پیدا ہی نہین

نقش بیٹھا ہے تغیر کا تو مٹتا ہی نہین

لی ہزارون کروٹین دنیا نے بدلی رسم و راہ　　ہو گئے لاکھون گدا دورِ فلک سے بادشاہ

کوششون نے دھوکے اُجلے کر دیے بختِ سیاہ　　کسلیے اے قوم ہے ابتک تری کشتی تباہ

بحرِ غم مین آشنا نا آشنا کوئی نہین

اِس سفینے کا الٰہی ناخدا کوئی نہین

مین نہ مانونگا کہ اب بھی خوف کا ہنگام ہے　　فضلِ خالق سے موافق گردشِ ایام ہے

سلطنت کا فیض ہر اہلِ ہستی عام ہے　　منزلین آسان ہین لیکن ہمتونکا کام ہے

اِک زرا سی بات مین ساری تباہی جائیگی

راہِ ناہموار ہمواری پہ آہی جائے گی

ابتو دولت کی حفاظت مین امن آزادی بھی ہے　　سلطنت عادل کی ہے خوش دل بھی ہین شادی بھی ہے

عدل سے معمور ہر اقلیم آبادی بھی ہے　　جو نہو زرخیز ایسا کوئی وادی بھی ہے

ہر طرف بزمِ طرب مین ساز کا آہنگ ہے

اک تمہاری بزم ہے جو ہر طرح بیرنگ ہے

ظلم کا صحن جہان مین اب رگ و ریشہ نہین　　جرمِ حبِّ آلِ رسول کا اندیشہ نہین

جو قلم کرے تمھین ایسا کوئی تیشہ نہین　　شیر پنجاؤ تمھارا کیا کوئی بیشہ نہین

ناخنِ تدبیر سے کوئی نہ کوئی کام لو

لو بڑھاؤ پاؤن بسم اللہ خدا کا نام لو

ظالمونکا مٹگیا دنیا سے اب نام و نشان　　جا چکے وہ عہد جنمین خون کے دریا تھے روان

تمکو چنکر اب بنائے جا نہین سکتے مکان　　اب کسیکو نہین رہ کے مرجانیکا اندیشہ کہان

ظالمون کے لشکرون کو موت پسپا کر چکی

شکر ہے تقدیر راہِ امن پیدا کر چکی

انجہان چاہو اذان دو تم بلند آواز سے　　جسطرف دل چاہے دیکھو دیدۂ حق باز سے

ربط ہی باقی نہین انجام کو آغاز سے　　دل سے اب کہدو نکل آئے حجابِ راز سے

جو تمہارے خون پیاسے تھے وہ خنجر نہین

نامِ حیدر لو جہان چاہو کسیکا ڈر نہین

امن ہو جسمین وہ آئین حکومت خوب ہے　　بنگئی ہو جو سپر اپنی وہ دولت خوب ہے

خوش ہے جسمین رعیت وہ ریاست خوب ہے　　ظلم جو دنیا سے کھو دے وہ سیاست خوب ہے

عہدِ برٹش مین ہم ایسے دلِ حزین بھی شاد ہین

تھے کبھی برباد - اب نامِ خدا آباد ہین

کوئی دولت ہو خوشامد سے نہین ہے ہمکو کام — جھوٹ ازل سے ہی ہمارے دین و ملت مین حرام

رزق دیتا ہی خدا بندون کو اپنے صبح و شام — بات جو حق ہوگی ہم کہہ دینگے اسکو والسلام

اس سے پہلے نالۂ شبگیر تھا فریاد تھی

قوم شیعہ کب جہان مین اسطرح آباد تھی

اس سے پہلے کلمہ گویون کے زمانے یاد ہین — دشمن اسلام و دین کے کارخانے یاد ہین

جنپہ سب روتے ہین ابتک وہ فسانے یاد ہین — میہمان سادات کے خیمے جلانے یاد ہین

دین والون نے کیا وہ عترت و قرآن کے ساتھ

جو کوئی کافر نہین کرتا کسی انسان کے ساتھ

کربلا کی خاک جو اک خلد کی جاگیر ہے — اہل دل کہتے ہین وہ اک ماتمی تصویر ہے

منزل مظلوم۔ جا سے مرقد شبیر ہے — ایک ہی ہے وہ زمین جو مقتل بے شیر ہے

خاک عالم مین اڑا دی جسنے وہ تربت ہے وہ

خون مین ڈوبا ہوا آئینۂ عبرت ہے وہ

مٹ گئین وہ صورتین یہ غم کا نقشا رہ گیا — یاد کرنے کے لیے ہر لب پہ نالا رہ گیا

اب وہ سوکھی زبانین ہین نہ دریا رہ گیا — دامن اسلام پر اس خون کا دھبا رہ گیا

ایسے اسلامی زمانے کفر سے بدتر رہے

ایسے سلطان ہون تو کیونکر دین پیغمبر رہے

دار پر کھینچے گئے ہم بے گناہی ہے گواہ — سیکڑون گھر ہو گئے جرم تولا پر تباہ
ہر سحر ہوتی تھی شیعوں کے لیے روز سیاہ — مرقدون مین شام کرتے تھے ہزارون بیگناہ

امن تھا سبکو۔ ہمارے واسطے شمشیر تھی
نام عترت کے مٹانے کی یہی تدبیر تھی

اب بھی دیکھو جا کے اک دیوار ہے بغداد مین — نسل پیغمبر ہے ساتھ اینٹوں کے اُس بنیاد مین
ذرّہ ذرّہ اُس مکان کا محو ہے فریاد مین — آجتک چپکی کھڑی ہے دادگر کی یاد مین

ہوش والے دیکھتے ہین اُسکو بیہوشی کیساتھ
سیکڑون نالے کیا کرتی ہے خاموشی کیساتھ

دجلہ سر ٹکرا رہا ہے اُسکے نیچے رات دن — پانی ہو جاتا ہے آنسو فرط غم سے رات دن
گرد اُسکے آجتک باقی ہین غم کے رات دن — کاٹ لائی ہے یا استقلال اتنے رات دن

ایک ویرانہ ہے وان گو بیچ آبادی مین ہے
سر اُٹھائے انتظار مہدی ہادی مین ہے

یہ فسانہ چھوڑیے اب اسطرف کو آئیے — کشور ہندوستان مین اک [illegible]ئیے
جو عدالت ظالمون کی ہو وہ دکھلائیے — امن ہمکو کب ملا تاریخ سے بتلائیے

داستانین ہین مظالم کی۔ کتابون مین رقم
فصل کیا وہ ہو نہین سکتی ہین یونہین رقم

آگرہ مین بھی ہے اِک مظلوم سیّد کا مزار
جسکے نورُ اللہ ہو نیمین نہین شک ہے نہار

عالم دینِ مبین عالی نسب والا تبار
وہ ہمارا خضرِ ملت وہ ہمارا تاجدار

اپنے خون مین غسل کرکے ہمسے رخصت ہوگیا

نور بڑھ کر کوکبِ صبحِ شہادت ہوگیا

دین حق زندہ کیا جبتک زبان تھی کام مین
دلفزا شمعین جلائین محفلِ احکام مین

پھونک کر اِک روحِ تازہ پیکرِ اسلام مین
زاویہ مین قبر کے مشغول ہین آرام مین

ہم ہین اُس تیغِ جفا و ظلم کے بسمل ابھی

شمعِ تربت کیطرح سے جل رہے ہین دل ابھی

السّلام اے رہروانِ راہِ تسلیم و رضا
آفرین اے فارسانِ امتحان گاہِ وفا

پا گئے تم ملکِ باقی۔ چھوڑ کر فانی سرا
مرحبا اے سُرخ پوشانِ شہادت مرحبا

دل ہی جبتک داغِ ماتم بھی تمہارا دل مین ہے

تم نہین لیکن تمہارا ذکر ہر محفل مین ہے

بند کرکے آنکھ کھولی تمنے چشمِ اعتبار
تمنے بتلایا علاجِ گردشِ لیل و نہار

دل رہیگا حشر تک غم مین تمہارے بیقرار
رونے والے ہین ہمارا نام ہے شمعِ مزار

سبز تمنے اپنے خون سے دین کا گلشن کر دیا

ہمنے جل جل کر وفا کا نام روشن کر دیا

قوم تیری سرگذشتِ غم ہے طولانی بہت — اے غریقِ ظلم اونچا چڑھ گیا پانی بہت
ہو چکی ہے قلزمِ بدعت میں طغیانی بہت — مشکلیں اب ہیں کہاں پیدا ہے آسانی بہت

دَورِ عادل کا ہے یہ دورِ جہانگیری نہیں
اور یہ کیا ہے اگر امدادِ تقدیری نہیں

یہ نہ کہنا اب کوئی اس قوم کا دشمن نہیں — یہ نہ سمجھو راستہ مامون ہے رہزن نہیں
قلبِ دشمن کی عداوت سے کوئی امن نہیں — خار سے الجھا ہوا کب پھول کا دامن نہیں

سیکڑوں دشمن ہیں ایسے جنکا بس چلتا نہیں
تخمِ سم دل میں ہے لیکن پھولتا پھلتا نہیں

واقعہ کل کا ہے کالج میں ہوئی جو واردات — مجلسِ شبیر سے پیدا ہوئے جو واقعات
منہ کے باہر آ گئی کینے کی ساری کائنات — آ ہی جاتی ہے زباں پر دل میں ہوتی ہے جو بات

رسمِ الفت اور ہے دنیا کی سازش اور ہے
جو نہ چھپتی ہے چھپائے سے وہ کاوش اور ہے

کچھ بیان تھا وعظ میں جملے تھے کچھ تفسیر میں — نام کو بھی فتنہ انگیزی نہ تھی تقریر میں
حسن دکھلایا رسول اللہ کی تصویر میں — اک حدیث آئی ثنائے شبر و شبیر میں

انکا دامن تھام لے وہ جو ہو خواہانِ بہشت
دونوں شہزادے ہیں سردارِ جوانانِ بہشت

بعدِ مجلس ذکر اندازِ بیان ہوتے رہے — مدح مین اغیار اپنے ہم زبان ہوتے رہے
باطنی اسرار دل ہی مین نہان ہوتے رہے — کچھ نہ کچھ اسرار باطن کبھی عیان ہوتے رہے

ختم انھین باتون مین سارا وقتِ دعوت ہو گیا
انجمن برہم ہوئی - مہمان رخصت ہو گیا

کینۂ دل پھاڑ کر پردے عیان ہونے لگے — دلمین جو کانٹے تھے وہ نوکِ زبان ہونے لگے
دوستی و دشمنی کے امتحان ہونے لگے — بر خلافِ آلِ پیمبر کے بیان ہونے لگے

کوئی کہتا تھا نبی پر افترا ہے یہ حدیث
دونون شہزادون کے رُتبے سے جدا ہے یہ حدیث

حضرتِ صدر الافاضل عالمِ عالیجناب — رہنماے ملّتِ حق ہادیِ راہِ صواب
جنکا ہر حرفِ بیان اہلِ نظر مین انتخاب — سُنیے بخشی ہین علیگڈھ نے اُنھین کیا کیا خطاب

غیرتِ دینی کدھر ہے آ یہی ہنگام ہے
ہمّتِ قومی بس اب آگے خدا کا نام ہے

وعظ مین حُسنِ بیان کو دیکھ کر ساحر کہا — دوزخی مجمع مین منبر پر [illegible] کہا
ایک مرفوع القلم نے فاسق و فاجر کہا — دوسرا اُٹھا خدا کو بھول کر کافر کہا

اہلِ مذہب سن سکین گے اسکو سُنکر ہوش مین
[illegible] آگئے جوش مین

م کیا تھا یہیں یہی صفت ثنائی اہلبیت — فسق کیا تھا ایک یہی جرم ثنائی اہلبیت
یا سے بڑھ کے کیوں چھ کھلائی جاہی اہلبیت — کیوں حدیث سے آج کی آئی بڑائی اہلبیت

اس فساد ظاہری کی انتہا و حد نہیں
کون کہتا ہے کہ انکو دشمنی ہین کہ نہین

ا حسن حسین یہ سے دلمیں کم یہ غم نہ تھا — ہاں سواد شنام سے کہ اس غم کا مرہم نہ تھا
رہیں وہ باتیں بیان فرمائیں جنمیں غم نہ تھا — دل میں جو آیا کہا اسپر بھی غصہ کم نہ تھا

طعن ہر اک پر سر منبر کیا اللہ سے شرم نہ تھا
جھوٹ کا الزام مذہب پر دیا اللہ سے شرمندہ

ہاں مانا کہ واعظ کی بڑی تقریر تھی — اہلسنت کے مخالف مدحت شبیر تھی
اثر کرنے کا بھی تھا - بات میں تاثیر تھی — یہ جو واعظ سے کہا مذہب کی کیا تقصیر تھی

آپ سے ناصح اگر منبر پہ لائے جائینگے
کیا یہی اخلاق بچوں کو سکھائے جائینگے

ہدایت کے لیے شایان یہی ترکیب ہے — گالیاں دینا یہ استدلال کی تقریب ہے
ں خود ہوں جھوٹے یہ نئی تکذیب ہے — واہ کیا انداز اسلامی ہے کیا تہذیب ہے

دیکھ لیں اپنی حدیثوں کی کتابوں کو ذرا
خود ہی کھل جائیگا دم میں جھوٹ سچ کا ماجرا

ہاتھ مین انکے عنانِ سلطنت ہوتی اگر / کفر کا الزام ہرگز ہو نہ سکتا بے اثر
میہمانی کے لیے ہوتے بہم تیغ و تبر / ہو چکا تھا قتل کب کا واعظِ عالی گہر

اپنی مجبوری پہ ہر اہلِ ولا روتا ضرور
پہلے جو کچھ ہو گیا یان بھی وہی ہوتا ضرور

رہ گئے مجبور دستِ غیر مین اقلیم تھا / گم مسجد اللہ نامِ افسر و دیہیم تھا
ختم مجبوری اطاعت مین سرِ تسلیم تھا / جو تھا قانونِ حکومت واجب التعظیم تھا

ہم دعا گوئے حکومت ہین کہ جانین بچ گئین
شکرِ خالق قطع ہونے سے زبانین بچ گئین

وہ منادی کیا ہوئے اب وہ ندائے اتحاد / ایسی حالت مین نکالین پھر صدائے اتحاد
کرکے کوشش خوب سب چاہے برائے اتحاد / خود گرا دی اہلِ کالج نے بنائے اتحاد

یون پڑے رخنے کہ ہر دیوار مین در ہو گیا
وہ نفاقِ باطنی پردے سے باہر ہو گیا

اور کالج کو بڑھاؤ اور امدادین کرو / توڑ کر جی اور محکم اسکی بنیادین کرو
جس سے رونق اور بڑھ جائے وہ ایجادین کرو / کھاؤ پھر زخمِ زبان پھر رو کے فریادین کرو

خونِ دل روتے رہو وہ مسکراتے جائینگے
سر جھکاؤ تم وہ تلوارین لگاتے جائینگے

تم سنو مدحِ صحابہ اسٹریچی ہال مین　　جھوم اٹھو انکی خاطر بزمِ حال و قال مین
دخل بھولے سے نہ دو اقوال مین افعال مین　　جسمین وہ رکھین خوشی سے تم رہو اس حال مین

کچھ کہا منھ سے تو کالج سے نکالے جاؤگے
چپ رہوگے بھی تو صدقے ہی مین پالے جاؤگے

اتفاقاً منتون کے بعد مجلس ہو اگر　　تم نہ کرنے پاؤگے مدحِ امامِ بحر و بر
وہ نہین سنتے ثنائے عترتِ خیر البشر　　جو سنا تمنے وہ انکے ڈر سے - انکو کیا خطر

وہ زیادہ ہین وہی کالج کے بھی مختار ہین
کم ہین ہم اسکے علاوہ مفلس و نادار ہین

جب ہو کچھ لینا تو دیتے ہین صدائے اتفاق　　ایک ہین ہم تم - یہ کہتی ہے ندائے اتفاق
ہاتھ بڑھتے ہین تمدن کے برائے اتفاق　　جان پڑھتی ہے یہ کلمہ ہین فدائے اتفاق

جھولیان بھر لین تو پھر بس وہ ملاقاتین نہین
رسمِ الفت خیر - سیدھی طرح سے باتین نہین

قوم! ہین تیرے نثار اب آپکو ذلت بدے　　مال و زر سب دے چکی اب ہاتھ سے عزت بدے
کیا کرینگے جی کے تنہا ساتھ اگر غیرت بدے　　کیا کرین چلا کے ہم آواز اگر ہمت بدے

قدرتِ خالق کا جلوہ تیری ہی باتون مین ہے
آجتک اقلیمِ ہمت کا ترے ہاتھون مین ہے

غیر کے در پر صدا تو نے نہیں دی آج تک　　آن کی جو بات اٹھی تھی وہی کی آج تک
داد تو نے بخشش و ایثار سے لی آج تک　　یاد اوروں کو کیا اپنوں کو بھولی آج تک

کب مدد تو نے نہیں کی کب اعانت کی نہیں
ہو اگر غیرت تو آنکھ اوروں کی اٹھ سکتی نہیں

بے ترے ہاتھوں تلے کب سے کئی ہیں قسمت آزمائے　　وہ دعا دیتے ہیں تجھکو جو کہ تھا ہاتھ پھیلائے ہوئے
تیرے ہی باراں نے سینچے نخل مرجھائے ہوئے　　بولتے ہیں کیا وہ جنکے دل ہیں شرمائے ہوئے

تیرے جود و فیض کا دریا سدا جاری رہا
غیر کے خون سے پسینہ بھی ترا بھاری رہا

وقت وہ بد ہے کہ مل سکتے نہیں دم شاد دو　　کام بن جائے جو ہو جائیں بہم جانباز
میں زمیں گیر محبت ہوں مجھے پرواز دو　　ہمصفیرو اک ذرا آواز پر آواز

متصل یونہیں صداؤں پر صدا آتی رہے
ہاں ذرا آواز سے آواز ٹکراتی رہے

پہلے اٹھا شور محشر جسنے چونکایا مجھے　　پردۂ غفلت ہٹا کر وقت دکھلایا
اک اندھیرا سا زمانے میں نظر آیا مجھے　　دھوپ میں غم سے نظر آنے لگا سایا

کاہش تقدیر نے جب حال دبالا کیا
تھام کر اپنا جگر میں نے بھی اک نالا کیا

آ گیا ہے وقت سر پر کام کا ہنگام ہے — ناصرانِ کشورِ دین وقت ننگ و نام ہے
ن ہین کچھ مشکل کے پھر آرام ہی آرام ہے — یہ مری خواہش نہین ہے وقت کا پیغام ہے

سُن مری آوازِ حسرت مصطفےٰ کے واسطے
ایک کالج کھول اپنا بھی خدا کے واسطے

یکھ چشمِ غور سے کیا دہر کا برتاؤ ہے — اُس پہ دامانِ تغافل کا یہ کچھ پھیلاؤ ہے
ال کشتی آب مین اب کونسا اٹکاؤ ہے — پار بیڑا ہو ہی جائیگا سخی کی ناؤ ہے

ہمتی بیڑا خدا کی شان دکھلاتا چلے
بادبان کو کھول دل کیطرح لہراتا چلے

نے یہ مانا کہ طوفانی ہوائین ہین بہت — جو مصیبت لیر ہین ایسی گھٹائین ہین بہت
وکدین جو ہمتون کو وہ بلائین ہین بہت — پشت پر ہمسے غریبون کی دعائین ہین بہت

مرحلہ کوئی ہو عاجز صاحبانِ دل نہین
چادرِ آبِ روان کا پھاڑنا مشکل نہین

ک اکدن ٹوٹ ہی جائیگا گردابِ بلا — موج اُٹھنے دے کہ ہے صورت کشِ دستِ دعا
علیؑ کی گونج اُٹھے کوہ و دریا مین صدا — ہان خدا ہے کشتیِ آلِ نبی کا ناخدا

لب پہ ذکر اللہ کا ہو دل مین ہو یادِ علیؑ
سینۂ کشتی پہ لکھ اخلاص سے نادِ علیؑ

راستہ پھر وقت بد کیطرح کٹتا جائیگا　　نامرادی کا ورق خود ہی اُلٹتا جائیگا

کوہ بھی ہوگا تو مشکل کا وہ ہٹتا جائے گا　　سہل ہونگی منزلین پانی بھی پھٹتا جائیگا

جسکا طالب دل ہو وہ دن بھی خدا دکھلائیگا

کاٹ لو دھارا تو ساحل بھی نظر آجائیگا

بیٹھنے پائے نہ دل اِصلاح کا بیڑا اُٹھاؤ　　اپنے ہی فیاض دروازون پہ سائل بن کے جاؤ

جھولیان لو ہاتھ مین پُر جوش آوازین لگاؤ　　جمع ہو جائیگا خرمن دانہ دانہ مانگ لاؤ

کرکے روشن قوم کو شمعِ شب تاریک دو

دو صدائین خوب دو دعائین دیکے خود ہی بھیک دو



مندرجہ ذیل کتب مطبع نور المطابع لکھنؤ سے مل سکتی ہین

تہذیب اسلام یعنی اردو ترجمہ حلیۃ المتقین - اسمین طرز معیشت اور زندگی
بسر کرنے کے تمام اصول و قواعد درج ہین - کوئی ادنے سے ادنے بات
ناتمام نہین چھوڑی گئی ہی یہ سر تا سر حدیث کی کتاب ہی قیمت بلحاظ کاغذ
قسم اول [illegible] قسم دوم [illegible]

الکاظم - یعنی سوانح عمری حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام - مجلد ۶ر

انحسار - یہ کتاب مناظرہ مین نہایت عمدہ اور قابل دید ہی قیمت [illegible]

جامع عباسی پنج بابی - مختار سرکار شریعتمدار مولانا السید محمد باقر صاحب
قبلہ مجتہد العصر مدظلہم العالی ۴ر

جواہر المصائب - در حالات اصحاب حضرت سید الشہدا علیہ السلام ۲ر

محاربہ حق و باطل - اسمین دکھایا گیا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا
کام ہر ایک قاعدے سے موافق حکم خدا و رسول ہوتا تھا اور خلفاے ثلثہ کی
لڑائیاں کس طریق پر خلاف منشاے خدا و رسول ہوتی تھین - قیمت ۲ر

خاص رعایت - یکم شعبان سے ۱۵ رمضان تک جو حضرات ہمارے کارخانہ سے تہذیب
[illegible] طلب کرینگے [illegible] عام [illegible] خریدار سے فیس وی پی و خرچ پیکنگ نہ لیا جاوے گا
[illegible] فہرست [illegible] حسب الطلب روانہ ہوگی

المشتہر سید محمد [illegible] مالک مطبع نور المطابع - کٹرہ [illegible] - شہر لکھنؤ

ذکر علیؑ عبادہ

قصیدہ در واقعات خیبر و مدیح جناب ساقی کوثر زیب بخش مسند پیغمبر ضرغام المصدر
درندۂ دہان اژدر قاتل مرحب عنتر حیدر صفدر

مسمیٰ بہ

ذوالفقار

مصنفہ

مرزا کاظم حسین صاحب محشر تلمیذ جانشین حضرت نفیس جناب میر علی حسن صاحب عارف دام فیوضہم

حسب فرمایش طبیب کامل جناب حکیم سید فضل علی صاحب عرف میر لڈن صاحب دام ظلہ

در صح المطابع واقع لکھنؤ جھوائی ٹولہ طبع شد



مطلع

رہا بیدار کسکی گرمیٔ محفل سے یہ شب بھر
لئی چشم رمد آلود نکلا خسرو خاور

سواد شب فراری ہو گیا شل برکوہی
نجوم نحس کا جسوقت پسپا ہو چکا لشکر

تہور کہ رہا ہی رن پڑیگا قہر و آفت کا
وہ آیا عسکر نور سحر تیغ و علم لیکر

ہوئین سرگرم ہنگامہ شعاعین مہر تاباں کی
رگ ہستی شبنم پہ ہزاروں پڑ گئی نشتر

گئی سیت بنات النعش کی قطب شمالی مین
دبیر آسمان کشتون کا اپنے لکھ چکا دفتر

نمود صبح مین عالم شفق کا ہے معاذ اللہ
طلاطم خیز ہے دریا لہو کا سطح گردون پر

قبائل ہو گئی برباد سیار و ثوابت کے | زمانے نے بھریہ قابض ہو گئی صبح بلند اختر

اوٹھی رخ سے نقاب شاہد صبح جہان آرا | برنگ زلف مشکین لیلی شب کا بستر بندھا

حسینان جہان یون خوابگاہ ناز سے اوٹھے | پریشان زلف ماتھے پر شکن بگڑے ہوئے تیور

ادای حسن مین غل ہے کہ مشاطہ کو بلواؤ | گرائی جائیگی برق نگہ آئینے کے لب پر

گیا آرام کرنے شحنۂ ماہ جہان پیما | سر میخانۂ عالم چلا خورشید کا ساغر

گیا بیتاب جذب شوق نے نظارہ بازونکو | نظر آنے لگی دنیا سیان کوچۂ دلبر

سفیدے کے اثر ظاہر ہے تنگی زندانین | بڑھا دامان لفجر کے سویر کیو ماہ مصر نے اوٹھکر

یہی مفہوم گلدستے آواز موذن کا | مبارک ہو ہوا سرسبز باغ طاعت داور

برہمن نے جبین پہ اپنے کھینچا قشقۂ صندل | خط ابیض کو جب دیکھا بدور گنبد اخضر

اوٹھے بزم طرب سے خواب آسائش کے متوالے | اوتارے زیور گل بھر نہ بالش و بستر

حیات انتظار آمد جانان ہوئی آخر | کہ وہ تھرا گئین آنکھین کھلی تھین جو کہ مثل در

ہوئی خواب خیال آخر بہار گلشن شبو | گل خورشید جب پھولا میان باغ نیلوفر

کسیکو اضطراب اسکا کہ گھر چلیے دھنونے لگے ہین | کہ باندھی جاتی ہین سیدہ نقاب عارض انور

کہین بیزار بیٹھا ہی کوئی بانگِ مؤذن سے
کہین اب تک ہی کوئی آشنائے بالشِ بستر

اٹھے وہ خانمانِ برباد قسمت پھوڑنے والے
کہ جنکا بالشِ سر شام سے تھا زانوئے دلبر

صدا دینے لگا ناقوس یون دیرِ برہمن مین
کہ اوٹھو خواب سے ای بندگانِ صنعتِ آذر

گدازِ دل سے فرصت پائی شمعِ قبرِ مجنون نے
نشانِ بی نشانی ہوگیا ہر عنصرِ پیکر

تجلی وجہِ غمازی ہوئی گورِ غریبان مین
نظر آنے لگے برباد قبرونکے نشان اکثر

ہر اک پھول اوسکا اب نقشِ طلسمِ نامرادی ہے
چڑھائی تھی کسینے شام کو منت کی جو چادر

خبر لیتا رہا شب بھر کوئی یون اپنی ہستی کی
پہاڑ ایسی گذاری رات دلپر ہاتھ رکھ رکھکر

کسینے صبح کردی ضبط کے کارِ نمایان مین
کسینے رات کی گھڑیان گنین ایک ایک آنسو پر

کسینے صبح کردی سجدۂ ماہ و کواکب مین
کسینے رات کاٹی سورۂ والنجم پڑھ پڑھکر

کسیکو صبح تک سوجھا نہ درمانِ سیہ مستی
کسیکے ہاتھ سے چھوٹا نہ شب بھر شیشۂ و ساغر

کسینے رات کاٹی جاگ کر پہلوئے دلبر مین
کسینے صبح کردی بیٹھ کر اپنے مصلّے پر

رہا شب بھر کوئی بسمل مناجاتِ الٰہی مین
کسینے صبح کردی سنتے سنتے قصۂ دلبر

کسینے صبح کردی حدِ اطمینانِ خاطر مین
بشوقِ منصبِ سجادگی جاگا کیا شب بھر

سپیدہ صبحِ صادق کا کسیکو داغِ ناکامی — کسیکے طالعِ اقبال پر صدقے شہِ خاور

کسی کا نام فردِ شب مین منفرورونکی تھا پہلے — بیاضِ صبح مین تھا درج کوئی فاتحِ خیبر

ضیاے صبح کا بیٹھا عمل جسوقت میدان مین — لڑائی پر کمر باندھے ہوے اوٹھا ہر اک افسر

جماہی لی اودھر مرحب نے اوٹھکر اپنی بالین سے — کمانین اسطرف کڑکین برنگِ شورشِ محشر

اودھر تیغِ دودم حارث نے اپنی داب مین رکھی — ادھر غصے کی صیقل ہوگئی سبکی نگاہون پر

بشوقِ جنگ ودھر کھولا لہو آتش پر سیتو نکا — ادھر اسلامیونکے قہر و آفت ہوگئی تن پر

اودھر دلکی گرہ وا ہوگئی زورِ شجاعت مین — ہوا مسدود اوس جانب کو بابِ قلعۂ خیبر

پرے جمنے لگے لشکر کے وان کہنہ طریقے سے — یہان سے بے ارادہ مثلِ دل بڑھنے لگی صفدر

بڑے بوڑھے جری بستر سے جیتے جاگتے اوٹھے — چلے مضبوط دل کرکے پئے سالاریِ لشکر

ادب کے ساتھ آکے خدمتِ محبوبِ خالق مین — پیمبر نے علم دے ہی دیا پہچان کر تیور

پیامِ جنگ لایا اوسطرف سی پیکِ گمراہی — چلے یہان سے وہی صاحب لڑائی پر کمر کسکر

لئے جاتی تھی میدانکی طرف شرمِ علمداری — مگر دل کہتا جاتا تھا کہ بھاگو بن چکے افسر

لئے اپنا سا منہ آخر کو یہ جنگاہ سے پلٹے — کہا قسمت نے کیا کہتا تھا اے میرے شیرِ نر

سیاہی شامِ ناکامی کی پھیلی ساری عالم مین
نہ سویا افسرِ فوجِ نجوم اس رنج سے شب بھر

جہانمین جلوہ تابی جب ہوئی صبحِ ہدایت کے
گیا اک منچلا کس لوہے سے پھر علم لیکر

نگاہِ خشم اور طرزِ روش سے صاف ظاہر تھا
کہ گویا جاتے ہی یہ چھین لینگے قلعہ خیبر

طویل القامتی پشتِ فرس پر صاف کہتی تھی
بڑی ہی لمبے لمبے ہاتھ مارینگے یہ خیبر پر

ادھر سے اہل قلعہ نے کیا جی توڑ کر حملہ
بڑے کوہی کی صورت سے یہ بھاگے سوئے پیغمبر

یونہین روزِ دوم جب اُس ہمت کشن پر گذری
پکارا جبین بیٹھا اب عورتون مین اوڑھ کر چادر

یہودانِ عرب مین آئی شامِ عیدِ فیروزی
سیہ مستانِ جامِ کبر مین چلنے لگے ساغر

بھگا کر بعضِ مدہوشانِ جامِ نامرادی کو
ہر اک کہتا تھا نشے مین انا المرحب انا العنتر

پھر آئی رات شعلہ ماہِ تابان قصدِ شبخون مین
پئے آرام مضجع مین لگایا مرحب نے بستر

اوڑایا نیند کو اس فکر نے چشمِ مجاہد سے
کہ دیکھین صبحدم کسکو ملے سالاری لشکر

نشانِ دینِ حق اللہ جانے کسکو ملتا ہے
نہ جانے زیبِ سر کسکے ہو اکلیلِ ظفر پیکر

نہ جانے صفحۂ عالم کا کس سے نام روشن ہو
نہ جانے دفترِ فتحِ مبین کس سے ہو نام آور

نتیجے خندق و بدر و احد کے دیکھنے والے
خدا جانے کہین احسنت کسکے زورِ بازو پر

خدا جانے نجوم و قرص ماہ و نیر اعظم
کریں اسپند کس کے جوہر شمشیر پر آکر

نہیں معلوم صحرای عرب کی خشک ریتی کو
بنا دے قلزم خون کس کی شمشیر ظفر پیکر

انہیں کچھ بخشو نہیں اسطرف شب کٹتی جاتی تھی
ہوا مانند وحی اس سمت یون ارشاد پیغمبر

بحکم ایزدی دونگا علم کل اوس بہادر کو
کہ جو ہے غیر فرار اور کرار اشجع و صفدر

خداوند دو عالم عاشق اوسکی ذات الا کا
تصدق جان و دل سے وہ براہ خالق اکبر

میان دفتر کن تام نامی جسکا فاتح ہی
اوسکے زور بازو سے کشادہ قلعۂ خیبر

یہ سنکر اوڑ گیا وان رنگ رخ امیدوارونکا
دکھایا شاہد صبح طرب نے عارض انور

فراز چرخ سے رخصت طلب کی ماہ و انجم نے
قدم یان صاحب معراج کے آئے مصلیٰ پر

وہ سناٹا سحر کا اور نماز صبح کی نیت
رجوع قلب وہ جس سے کہ واقف خالق اکبر

ہوئین جب ختم دونون رکعتین فخر دو عالم کی
اوٹھایا دونون ہاتھونکو دعا کیو اسطے رو کر

کھلے باب اجابت شور آمین تھا ملائک مین
دعای فتح خیبر پہونچی پیش ایزد داور

فراغت سجدۂ شکر خدا سے جبکہ کی حاصل
نشان نور مثل مہر نکلا خیمہ سے باہر

چراغ اسلام کا بجھنے کی ضو سے ہو گیا روشن
ہوا پرچم کی مثل باد گہٹا آئی شمع بدعت پر

لبِ بامِ آفتابِ زندگی جس دم نظر آیا — اوٹھا مایوس کچھ خوابِ پریشاں سے شہِ خیبر

بارشادِ پیمبر یاں طالب شیرِ الٰہی کی — وہاں اعدا پہ سرخ آنکھیں کئے نکلا شہِ خاور

خبر دی پیکِ فرخ فال نے آکر پیمبر کو — علی کی دونوں آنکھیں دکھتی ہیں اے خاصۂ داور

نظر کو تا قدم ابتدا سے آنا سخت مشکل ہے — قدم وہ جو کہ بیت اللہ میں تھے دوشِ حضرت پر

غرض سلمہؓ گئے اور اسطرح سے لائے حیدرؓ کو — کہ لائیں جسطرح جبریل وحیٔ خالقِ اکبر

نبی نے دیکھتے ہی حال پرسی برادر کی — لعاب اپنے دہن کا پھر لگایا پاس ٹھہلا کر

ہوئی جب آبیاری گلشنِ اعجازِ عیسیٰ کی — اوٹھا صلِّ علیٰ کا غل میانِ معجزہ کوثر

کھلیں تاراسی آنکھیں نرگسِ اماست کی — کئی دن بعد دیکھا آفتابِ روے پیغمبر

جبینِ عجز کو حدِ ادب پر رکھکے یوں بولے — کہ کیا ارشاد ہوتا ہے مجھے اے خاصۂ داور

حبیبِ کبریا نے جوش میں آکر یہ فرمایا — برائے فتحِ خیبر یا علیؓ جا و علم لیکر

یہ سننا تھا کہ مارا جوش اودھر خونِ غیرت نے — ادھر اقبال یوں بولا مبارک تمکو یا حیدر

تہور صورتِ سرمہ سمایا آکے آنکھوں میں — وفورِ رعب نے غازہ کشی کی روی انور پر

صدائے دور باش آنے لگی شانِ جلالت سے — نقیبِ ہیبتِ اجلال نے تسلیم کی جھک کر

بلایا پھر محبت سے قریب اپنے پیمبر نے / کہ کردینی تھی پوری جنگ کی سجی زیب پیکر اطہر

پنھایا جب حبیب کبریا نے پیراہن / بلا گرداں ہوا ادریس باغ خلد سے آکر

دل فتح سے آواز بسم اللہ کی آئی / رسول اللہ نے عمامہ کہا جب فوق قد من

پھنکا جب زرہ انگڑائی لی جوش شجاعت نے / صدا ہر شے سے آئی کہ او کیسی علی حیدر

جگہ پا کر بغل سے نیزہ خطی کو بھی رکھا / سر پشت فرس چشم زدن میں آگیا صفدر

چلا خیبر پہ دکھلاتا وہ تصویر یداللٰہی / علم اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں تیغ ظفر پیکر

نبی سے چلتے چلتے جنگ کی مدت بھی لی لیکن / خیال آیا یہ دل میں بیٹھتے ہی پشت دلدل پر

مگر فرط شجاعت دیکھئے ہرگز نہ منھ موڑا / بہنگام تکلم تھیں نگاہیں جانب خیبر

سنی جب مصطفیٰ نے گفتگو اپنے ناصر کی / کہا جبتک نہو فتح قموص اے خاصۂ داور

بقلب مطمئن رخصت کیا آخر پیمبر نے / دعا کی حفظ دم کی بازوی شاہ ولایت پر

چلا دلدل غبار اوٹھا ہوا سید انکی سنکی / طبیعت ہوگئی برہم قیامت ہوگئی تیور

وہاں ارض سے آوازہ یا بوتراب آیا / قریب قلعہ پہونچا راہوار خواجۂ قنبر

کس آسانی سے ظاہر کردیا زور یداللٰہی / در آیا ایک وجب یوں نیزہ گاڑا سنگ خارا پر

فراغت دیدہ بانونکو ہوئی اپنے فرائض سے
گیا اک کاہن دیرینہ سوے حاکم خیبر

ورق گردانی شرح ضلالت کرکے یون بولا
کہ ہشیار و خبردار اے ہو دانا زبون اختر

وہ ساعت سر پہ آئی اک تن تنہا کی ہاتھون سے
رہیگا باب خیبر اور نہ باقی مرحب خودسر

کشایش امر ناممکن کی جسکے دست قدرت مین
کمر مضبوط باندھے جنگ پر آیا ہی وہ صفدر

زرا پوچھو تو دیکھو نام ہی مین کیسی ہیبت ہے
نہو تا ہوا گر تم سکو میرے قول کا باور

غرض پوچھا گیا جب نام نامی اُس غضنفر کا
کہا مین ہون علیؑ ہشیار ہو سنلے ارے کافر

فدا ہے نام حضرت جان عالم بھر کی شیعونکی
یہ سنا تھا کہ خیبر مین ہوا اک عالم دیگر

دہان ساغر ہستی سے آواز شکست آئی
چلی بوے مے پندار کفر آخر ہوا ہو کر

ہر اک جنگ آزما قید طلسم بیم و وحشت تھا
معطل سارے اعضا مردنی چھائی تھی چہرے پر

تمام اعدا بتان کعبہ کے مانند بےحس تھے
کچھ ایسی شان سے آیا سوار دوش پیغمبر

نگاہ مطمئن کو جستجوے حارث مرحب
تعلق دست حیدر کو سوے باب قلعہ خیبر

ہوا لشکر مین جب ہنگامہ یاس و ناامیدی کا
بہ رنگ کوکب منحوس نکلا حارث خودسر

مقابل ہین علیؑ کے آتے ہی رہوار کو روکا
لڑین آنکھین کھنچین تیغین پڑے بل چشم و ابرو پر

اودھر سے ہو رہی جانفشانی فتحیابی کی | ادھر تھا محوِ بازیِ صیدِ لاغر سے یہ شیرِ نر

کیا مجبور آخر جبکہ شوقِ جنگ مرحب نے | دکھایا زورِ دست و برشِ تیغِ ظفر پیکر

خبر مرحب کو جوشِ خون نے دی قتلِ برادر کی | ہوا تن سے سرِ حارث جدا مثلِ خیارِ تر

کیا اس واقعے نے یون اسیرِ دامِ حیرانی | خود اپنے قلب کی صورت سراپا بنگیا پتھر

رگون مین لہرین مارین چشمۂ خونِ جہالت نے | چلا سے انتقام آخر سوے میدان [illegible]

تن اوسکا رعبِ دشمن کیلئے کچھ کم نتھا لیکن | ہوا کچھ اور بھی تیار ظالم اسلحہ سجکر

فرس کی پشت پر تعجیل مین شکلِ بلا آیا | فرس مثلِ ہوا آیا سوے دامادِ پیغمبر

ہوا پرسانِ نامِ افعی کی صورت کھاکے بل ظالم | کیا نعرہ لسان اللہ نے ہشیار انا حیدر

بزرگانِ عرب سے جنگِ خندق سن چکا ہوگا | وہی مین ضاربِ صفین ہون اور قاتلِ عنتر

ید اللّٰہی مری لات و ہبل پر خوب روشن ہے | بجھایا مینے کعبے مین چراغِ صنعتِ آذر

دکھادونگا حقیقت آج تجکو زورِ بازو کی | میانِ جہد پارہ کر چکا ہون کالۂ اژدر

خدا چاہے تو کوئی دم مین اب وہ وقت آیا ہے | [illegible] انگلیان ہین اور بابِ قلعۂ خیبر

خلافِ اشتیاقِ جنگ ہے طولِ رجزخوانی | [illegible] مرحب کھلین جاکر

چمکین طرفین سے تلوارین ہنگامہ ہوا برپا
فلک سے جنگ کی کرنے لگا باتین غبار اٹھکر

جھپکتی تھین نہ پلکین تھین تصویر سنگی کیطرح آنکھین
تماشا دیکھتے تھے دور سے افواج کے افسر

[illegible] صمصام برق وش کا شور ایسا تھا
کہ چھپ کے تھے شکل آئینہ جنود مسلم و کافر

[illegible] کو غرہ اپنے فن پہلوانی کا
ید اللہ کو بھروسہ اسطرف زور امامت کا

[illegible] کہ مین پشت پناہ شاہ حسین ہون
یہان نازش کہ ہین حامی و بازوے پیغمبر

[illegible] قسر ہون افواج جیسا ہون
یہان نازش ہین شہزادہ عرب کا دین پرور

[illegible] کا کہتا ہے کھلا کر مار لا غر کو
یہان نظرین یہ کہتی ہین کہ ہے انبار خیال گستر

[illegible] یہ کہتی ہے کہان جاتا ہے کیا ہے
کہین بھاگے نہ کافر کہتی ہے یہ ضرب حیدر

وہان [illegible] نے پڑہیت افراشیخ نجدی سے
تھمک پر اسطرف ایک ایک ساعت حجت داور

[illegible] نعرہ مرحب سے لرزان روح رستم تھی
غرور حیدر سے ہل رہا تھا قلعہ خیبر

[illegible] لا ادھر بڑھتی ہی جاتی ہے
ادھر سر سے صفیہ کے گری جاتی تھی معجر

ادھر [illegible] مرحب مین ہان آفت کی بپا تھی
لگے تھے کان ادھر آوازہ اللہ اکبر پر

[illegible] سے زیادہ جبکہ چابکدستی مرحب
بس آخر کر گئی کارنمایان ضرب حیدر

کہا جبریل نے افراطِ شادی سے کہ وہ مارا
پکاری نصرتِ دین [illegible]

نہا کر خونِ دشمن مین جو تیغِ حیدری نکھری
بلائین لین پری نے [illegible]

اوٹھا شورِ مبارکباد انصارِ پیمبر مین
زمین پر پاؤن رکھتا [illegible]

شرابِ فتح کے نشے سے جو ہی مست و بیخود ہے
زبان پر نعرۂ [illegible]

نہ خوفِ محتسب دلمین نہ دھڑکا شیخ و واعظ کا
نظر کے ساتھ ہی چلتا ہی [illegible]

کشادِ بابِ خیبر کی خوشی مین اے مرے ساقی
خبر لینا اله [illegible]

ارے یہ کشتی می ہے کہ بابِ آہنی ساقی
لگا دے پار بیڑا بادہ نوشو [illegible]

ذرا آسانیِ کارِ محال اب دیکھنا تو بھی
وہ خندق پار مثلِ شیر [illegible]

سنبھالے رہنا وقتِ لغزشِ مستانہ ہمکو بھی
یہ مانا پاؤن ہین تیرے ہوائی فتح و نصرت

نمک ریزان جامِ عیش کو باہر نکالینگے
بنا ہی خمکدہ قسمت سے اپنی قلعۂ خیبر

دکھادے معجزہ دستِ کرم کا دوست دشمن کو
باندازِ مساوی آج ٹھہرے قسمتِ ساغر

متاعِ میکدہ مالِ غنیمت بہرِ رندان ہے
یہ دن تقدیر کی خوبی سے پایا جان [illegible]

خمارِ نشہ سے آنکھونمین ڈوری بادہ نوشونکے
رگِ ابرِ بہاری کیلئے ہین صورتِ نشتر

کہانتک حرب آخر بادۂ دنیا کے مستو نسے — غبارِ رخ کو کرے پاک لیکر دامنِ محشر

ابھی ہر چند دو اک مرحلے ہین اور بھی باقی — غنیمت جان لیکن بزمِ رندان صفا پرور

خوشی لازم ہی مستانِ می الفقر فخری کی — حصیرِ میکدہ پر بیٹھ جا تو بھی ذرا دم بھر

نکر تعجیل دنبالہ دوی مین ساتھ ہین ہم بھی — کہ چلتے چلتے اور اک بار دورِ شیشہ و ساغر

نگہ مین طاقتِ نظارہ ہو تاثیرِ صہبا سے — کہ ہمکو دیکھنا ہی قوتِ بازوے پیغمبر

کھلا دستِ وغا سے وہ گلِ اعجازِ داؤدی — درآئین اونگلیان آہن مین وہ ولشادِ زرِ خیبر

ہوئی ہل چل قیامت خیز انبوہ یہودان مین — لحد سے چونک اوٹھے مردے ہوئی یہ شورشِ محشر

ہر اک کہتا تھا باز آئے ہم اس آتش پرستی سے — جلاے دیتی ہی تلوار کی آنچ اسکو تا بسر

عبورِ خندق اطمینانِ خاطر سے تھا لشکر کو — بنا تھا تختہ پل دستِ ید اللہ مین درِ خیبر

روانی جنکی ٹھوکر سے ہوئی تختِ سلیمان کو — وہ دونون پاؤن تھے قائم ہوا ای وجد و رفعت سر

مجاہد فی سبیل اللہ خندق پار اوتر آئے — دیئے قدمون پہ بوسے ساحلِ مقصود نے جھک کر

ہوئی وہ جنگ مغلوبہ کہ دریا بہ گئے خون کے — غضب تھا جزر و مد آبِ شمشیرِ ظفر پیکر

دلِ کفار سے منھ تک صدا ای الامان آئی — بجا اسلام کا ڈنکا میانِ قلعۂ خیبر

شجاعانِ عرب نے ہاتھ روکے حکم حیدر سے | لیئے مالِ غنیمت شیر صورت جا پڑا لشکر

بر سمِ تہنیت گوئی ملائک مین یہ نعرے تھے | مبارکباد قتلِ مرحب و فتحِ درِ خیبر

بوقت واپسی اُس خسرو ملکِ عدالت نے | برابر بابِ خیبر کر دیا تقسیم لشکر پر

پلٹ کر قادرِ اعجاز ردِّ شمس جاتا ہے | نکلکر مغربِ خیبر سے تسکلِ خسروِ خاور

جلو مین بستہ زنجیر ہین کفار خیبر کے | فرس پہ ہاتھ مین ہی خونچکان تیغِ ظفر پیکر

نگاہونکو تجسس جلوۂ محبوبِ خالق کا | میانِ سینہ شوقِ دید مین بسمل دلِ مضطر

صفیہ بھی چلی آتی ہی پنہان حجلۂ غم مین | فروغِ رخ ہی یون جیسے گہن مین ہو مہِ انور

نگاہ غم سے کوسون دور اب شان ملوکانہ | غبارِ یاس کی اللہ رہی کثرت لفِ تسکونہ

غرورِ شوکتِ شاہانہ نے تسلیم رخصت کی | ہوا انبوہ حرمانِ اسیری ساتھ مین آکر

قدم اوٹھنے نہ دیتا تھا ملالِ خانہ بربادی | برنگِ ماہی بے آب بسمل تھا دلِ مضطر

پڑی تھین بیڑیان غم کی رجا کی پای نازک مین | ٹھہر کر دم بھی لینے ہی نہ دیتا تھا کہین قنبر

کھلی ہین کاکلِ مشکین غمِ مرگِ برادر مین | نیا اک رنگ لائی ہی غبارِ دشت سے چہرہ

حیا کہتی ہی پیوند زمین ہو جا تو بہتر ہے | لئے جاتا ہی لیکن جذبِ باطن سوے پیغمبر

یہاں یہ حال چشمِ غم سے آنسو رک نہیں سکتا — خبر دیتی ہے تقدیرِ رسا کچھ اور ہی ہنسکر

رسول اللہ کے خیمے میں اسیرانِ یہود آئے — وہ فرطِ شادمانی اور وہ اسلام کا لشکر

کھلا خمخانۂ فتح و ظفر رندوں کی بن آئی — وہ خیبر سے اوٹھا ابرِ سخائے ساقیِ کوثر

اوڑا وہ پنبۂ مینا اوٹھا وہ شورِ قلقل کا — جوازِ مے کا وہ دینے لگے فتوی لبِ ساغر

سنا رندانِ بزمِ ناصری کو مطلعِ تازہ — بہج بادۂ گلگون اگر ہے تر زبانِ محشر

وہ بزمِ ناصری جسمیں شرابِ علم کا دورہ — رہے اُس وقت تک جبتک ہے دورِ خسروِ خاور

مطلع

بمجمع بزم جناب علامہ مولوی مجتہد العصر والزمان سید ناصر حسین صاحب ربانی دام فیوضہم عالی اعلام پڑہا

بھروسہ کر سکیں کیا خاک استحکامِ توبہ پر — نہ چھوٹا ٹوٹنے سے جبکہ بابِ قلعۂ خیبر

زباں سے کہکے بسم اللہ ساغر مجکو دے ساقی — چڑہا جاؤں نہیں میں لیکے نام ساقیِ کوثر

پئے تکمیلِ نشہ دوسرا ساغر نہ مانگونگا — تصور میں غدیرِ خم کا ہے پیشِ نگہ منظر

حواس اوڑنے لگے ریحانِ جامِ عنبریں بو سے — بڑہایا ہاتھ اودھر ساقی نے یاں دل بڑھ گیا محشر

لبوں تک جام آیا حلق کے نیچے شراب اوتری — چلا میں ہاں زرا لینا تو بڑھکر مالکِ اشتر

شرابِ مشکبو کا نشہ ہی تھا نہ سنبھلون کا
کھڑے رہنا قریبِ بازوے چپ تم بھی آ قنبر

مجھے دونا ہی نشہ دونون جامِ شادمانی کا
کہ فتحِ بابِ خیبر اور نویدِ آمدِ جعفرؓ

شرابِ مشکبو لیکر حبش سے آیا وہ ساقی
کہ جسکا دور چلتا ہی میانِ بزمِ پیغمبرؐ

وفورِ نشہ مین غش کھاکے گرتا ہی گر کوئی
نظر آتی ہی بیہوشی مین شکلِ ساقیِ کوثر

دیا تھا پہلے ساغر اب مری تسلیم لے ساقی
کہانتک طولِ نشہ آیا وقتِ رخصتِ محتشم

خدا حافظ رہا زندہ اگر تا سالِ آیندہ
سنائیگا بعنوانِ دگر پھر غزوۂ حیدر

قطعۂ تاریخ مصنف

مژدہ باد اے چشمِ مشتاقانِ نظم
جنگِ خیبر طبع شد در انتظار

سر بجیبِ فکرِ محتشم رفت و گفت
سالِ طبعش ذوالفقارِ آبدار

۱۳۲۶ ہجری

MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Rs. 1-00 per volume per day shall be charged for text -books and 50 paise per volume per day for general books kept over-due.



